رسالہ طلوعِ اسلام (مارچ ۱۹۵۹ء) کا جائزہ

قرآن فہمی کے نادر نمونے

(از ملک ابو یحییٰ امام خاں صاحب سوہدروی۔ لاہور)

جب ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو لاہور میں محترم صدر مملکت پاکستان نے تعلیمی کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ تو پرویز صاحب نے (طلوع اسلام جنوری ۱۹۵۹ء) خیر مقدم پر ایک بے مناسب تمہید کے آخر میں ارقام فرمایا۔

"ان مقاصد کے حصول کے لئے کس قسم کی تعلیم ہونا چاہیئے"

اس سوال کے تفصیلی جواب کے لئے تو ایک مبسوط تصنیف کی ضرورت ہو گی (مضمون نگار: "ابلیس و آدم" کے بعد "شیطان اور انسان" نامی تصنیف کی!) لیکن (اور لیکن کے بعد؟) اگر اسے ایک فقرہ میں بیان کرنا چاہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ تعلیم ان خطوط پر ہونی چاہیئے جن کا تعین قرآن نے کیا ہے یعنی اسلامی تعلیم، لیکن "اسلامی تعلیم" سے آپ کا ذہن فوراً ان مذہبی مکاتب، مدارس اور دار العلوموں کی طرف منتقل ہو جائے گا جن میں "علما" تیار کئے جاتے ہیں اور اس سے آپ کے لبوں پر خفیف سی ہنسی کھیل جائے گی۔ آپ کی پیشانی پر شکن سا پڑ جائے گا (پھر) لیکن اگر آپ قرآن سے پوچھیں گے تو وہ بتا دے گا کہ اور باتوں کو چھوڑیئے خود "علما" کی تعریف بھی وہ صحیح نہیں جو ان مکتبوں اور دار العلوموں میں سمجھی اور بتائی جاتی ہے۔ قرآن نے علماء کا لفظ ٹھیک ان معنوں میں استعمال کیا ہے جن معنوں میں آج سائنسدان لفظ استعمال ہوتا ہے مثلاً سورۂ فاطر میں ہے۔

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود۔ ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ کذلک انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفور ($\frac{۳۵}{۲۸-۲۷}$)

مضمون نگار:۔ آیت کے ابتدائی حصے کا ترجمہ تو خیر وہی "ذنیاذسی" ہی ہے یعنی مینہ برسانا آب باراں

سے رنگارنگ کے خوردنی میوے پیدا ہونا، پہاڑوں کے سپید، سرخ اور کالے سیہ تختوں کا وجود میں لانا، انسان اور انواع و اقسام کے حیوانات و مویشی پیدا کرنا ——— لیکن آیت کریمہ کے حصہ "مختلف الوانہ" کے بعد ان دو جملوں کے معنی ملاحظہ ہوں جنہیں قرآنی الفاظ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔

پہلا جملہ:۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ

دوسرا جملہ:۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ۔

ان دونوں جملوں کے معنی اور مطالب سے پرویز صاحب کے معنی و مطالب میں کوئی مناسبت نہیں، رالا نسبت تباین! ع

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کے لفظی معنی ہیں" بات یہی ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے جاننے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں" اور ———!

"اِنَّ اللّٰہَ عزیز غفور" کے لفظی معنی ہوئے" اللہ پاک غالب اور بخشنہار ہے" ———

اب پرویز صاحب کے معنی سنئے اور قرآن کی مظلومیت پر سینہ کوبی کیجئے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کے بندوں میں صرف علماء ہی ہیں جو اس کے قانون تخلیق و ربوبیت و ارتقا کی عظمت و ہیبت کے احساس سے لرزہ براندام رہتے ہیں کیونکہ وہ علی وجہ البصیرت جانتے ہیں۔ کہ خدا کتنے بڑے غلبہ کا مالک ہے لیکن اس کے ساتھ ہی کائنات کی حفاظت کا ضامن ہے" (طلوع اسلام جنوری ۵۹ء ص۵)

اس ترجمہ و مفہوم پر مستزاد یہ کہ

"ہماری تعلیم کی عمارت ان خطوط پر استوار ہونی چاہیئے جنہیں قرآن نے متعین کیا ہے"

(درسالہ مذکور صفحہ ۶ سطر ۳/۴)

مگر ایسے علماء کون ہیں؟ پرویز صاحب اور جن پر وہ علمائیت کی مہر ثبت کردیں! جو ان کی مانند عربی گریمر کے پہلے سبق میں سے ثلاثی و رباعی اور ثلاثی مزید فیہ و رباعی مزید فیہ کو۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباءکم؛ ——— کہہ کر دھتکار دیں!

بات یہ ہے کہ گذشتہ سال سے پرویز صاحب کو کمیشن میں بیٹھنے کا چسکا پڑ گیا ہے۔ اسلامی

لاکمیشن کی بدولت! تب سے اسے

رہتی ہے ان کی آنکھ سوئے چاند ہر گھڑی
چسکا پڑا ہوا ہے حسینوں کی دید کا

موصوف نے حکومت میں زرعی کمیشن کو بھی اپنی شراکت پر ایک لقمہ (بصورت کھلی چٹھی، طلوع اسلام دسمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۵) دیا تھا، جس کے اراکین آپ کو سلام کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ اب آپ حکومت کو تعلیمی کمیشن میں اپنی باریابی کے لئے اپنے ملفوظات سے بہرہ مند فرما رہے ہیں مگر وہ دن ہمارے لئے کیسا ہوگا جس روز قرآن مجید کی آیہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء، سے از روئے قرآن پاکستان کا پورا اعلیٰ ڈھانچہ بنایا جائے گا! اب تک پرویز صاحب قرآن مجید سے شریعت کا استخراج تو کر نہ سکے اور جب اس پر ان سے کہا گیا تو باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ "از روئے قرآن معاشرہ خود اپنے لئے نظامِ شریعت مرتب کر سکتا ہے"۔ اور جب اس بارے میں ممدوح سے ایسا حکم قرآنی دریافت کیا گیا۔ تو "زبانِ سکوت" سے شاید اب تک وہ آیت تلاش کر رہے ہیں جس کے مطابق معاشرہ خود اپنے لئے نظامِ شریعت مرتب کر سکتا ہے یہ آیت دریافت ہونے پر اعلان کر دیا جائے گا۔ جلدی کا ہے کی ہے۔

بات شاید یہ ہے ایک طرف حدیث ان گروہوں کے لئے شجر ممنوعہ ہے اور دوسری طرف قرآن مجید کی یہ آیت ان کے لئے مصیبت ہو گئی ہے:۔ ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شیء وهدی ورحمة وبشری للمسلمین (۱۶: ۹۱) (اے نبی ہم نے تجھ پر جو کتاب نازل کی ہے وہ ہر شے کی مبین اور ذریعہ ہدایت و رحمت و بشارت ہے مسلمانوں کے لیے) لفظ "تبیانا لکل شیء" کے معنی تو تھے اصول دین کے واضح کرنے والی۔ مگر ان کے گروہوں نے اس میں ساتوں آسمان اور عرش و کرسی کے ساتھ ساتوں زمینیں بھی گھیر رکھی ہیں۔ لیکن وقت پڑے پر جب تبیانا لکل شیء سے اپنی من مانی تاویل کرنا پڑی تو سے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولها

جیسی خراصیت کے سوا کچھ نہ بن آیا۔

سبحان اللہ! قرآن مجید میں وارد لفظ "علماءؔ کو" اس کے قانون تخلیق و ربوبیت و ارتقا کی عظمت و ہیبت سے لرزہ بر اندام رہتے ہیں؟ ممکن ہے "علماءؔ" کے ان معنوں پہ "بزم ہائے رابطہ باہمی" میں حال کھیلے جاتے ہوں۔

اگرچہ قرآن مجید کے اندر "عالمین" "عالموں" "لعالمین" تینوں الفاظ انسان ہی کے متعلق ہیں لیکن ان الفاظ کو پرویز صاحب کے اختراعی معنوں کے مقابلہ میں پیش کرنے پر..... رابطۂ باہمی کے حال تو آ ٹوٹ جائیں گے مگر بعد میں کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے موجد و مخترع معانی قرآن جناب پرویز صاحب کے پیش کردہ لفظ علماء کا ثانی یا نظیر تو مخاصم نہیں لا سکا!

ع ڈرتا ہوں خفا مجھ سے میرا یار نہ ہو جائے۔

قرآن ہی کے من جانب اللہ نازل ہونے پر فرمایا گیا

(۱۹۲ – ۱۹۷)

انہ لتنزیل رب العالمین	معنی صاف ہیں۔
نزل بہ الروح الامین	یہ جبریل امین ہیں
انہ لفی زبر الاولین	پرویز صاحب سے پوچھئے۔
اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ	اس کے معنی ہم سے پوچھئے۔ ان کنتم
علماء بنی اسرائیل	لا تعلمون۔

کیا ان کے لئے یہ اس صداقت کی دلیل نہیں کہ بنی اسرائیل کے "علما" اس قرآن کی پیشین گوئی سے واقف ہیں۔

قرآن کی اصطلاح میں "علما" بمعنی علوم شریعت سے آگاہ کے ہیں نہ کہ راکٹ بنانے والا۔ اگر یہ یا اس قسم کے معنی ہوتے تو پرویز صاحب بزم ہائے رابطہ باہمی میں غیر عالم سمجھے جاتے کیونکہ وہ فلسفہ نہ پڑھنے کی وجہ سے "قانونِ تخلیق و ربوبیت و ارتقاء" سے ناواقف ہیں! یہی وجہ ہے کہ پرویز صاحب کی ایسی تحریروں پر وہ لوگ ہنستے ہیں جو ان کی اس بے خوبی سے واقف ہیں۔

چونکہ پرویز صاحب کے نزدیک "لغت حتمی شے نہیں" (طلوع اسلام ماہ فروری ص۱۹۵۲ء) اس لئے وہ جس لفظ کے جو معنی اپنے مفید منشا سمجھتے ہیں وضع فرما لیتے ہیں۔ لفظ علماء کے معنی آپ نے ملاحظہ فرمائے اب مارچ ۱۹۵۹ء کے طلوع اسلام کا ۶۹ واں صفحہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو "روزہ کے احکام" کا آخری حصہ ہے

جس میں ان آٹھ قسموں کا اندراج جن پر سے روزہ رمضان ساقط یا قضا ہو سکتا ہے — لیکن ان آٹھ قسموں میں زنِ حائض نہیں جسے قرآن مجید ہی نے تکلیف زدہ قرار دیا ہے ویسئلونک عن المحیض! قل ھو اذی! فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن . . . . (۲: ۲۲۲)

اگر پرویز صاحب زنِ حائض پر سے روزہ ساقط یا قضا کا اظہار فرماتے تو لمبی چھوت چھات کے چند قواعد نقل کرنے کے بعد یہ فرماتے جس عورت کی ایذا کا یہ عالم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھوت چھات تک منع فرمائے اس پر روزہ قضا ہی نہیں بلکہ اس کی ایذا کے عوض میں وہ پورے رمضان کے روزوں سے مستثنیٰ ہے اور ایذا کے یہ دن روزوں کا فدیہ ہیں۔

زنِ حائض کے قضائے روزہ میں ان کے سکوت کو کیا کہا جائے۔ مسئلہ ملکیت زمین پر آیت والارض وضعھا للانام (۵۵: ۹) سے ضبطِ ارضی کی تحدی اور ادھر یسئلونک عن المحیض قل ھو اذیً فاعتزلوا النساء فی المحیض (۲: ۲۲۲) کے ہوتے ہوئے زنِ حائض کو من کان منکم مریضا (۲: ۱۸۱) سے خارج مگر زنِ مرضعہ وحاملہ کو مرضیٰ میں شامل سمجھنا! یہ قرآن مجید کی وہی تفسیر تو ہے جو (خاکم بدہن) خدا کو بھی نہیں سوجھ سکی۔

پرویز صاحب کا قرآن سے ضبط ملکیت میں شاہکار | پرویز صاحب کا یہ استدلال سورہ الرحمٰن کی آیت والارض وضعھا للانام سے ہے۔

جس پر ہمیں بھی ان کے حضور سلام کہہ کر آگے بڑھ جانے کے بغیر چارہ نہ تھا مگر ان کی ایسی تفسیر سے اگر دوستوں کو آگاہ نہ کیا جائے جو (تفسیر) بقول مرحوم محسن الملک بحضور سر سید تحریراً عرض ہوئی کہ

"آپ قرآن کی وہ تفسیر کرتے ہیں جو خدا کو بھی نہیں سوجھتی" (از کتاب مکاتبات الخلان)

تو احباب ان تازہ واردانِ بساط ہوائے تفسیر کے افادات سے محروم رہ جائیں گے! پرویز صاحب کا سورۂ رحمان کی آیت متذکرۃ الصدر (والارض وضعھا للانام) سے ضبط ملکیت کے استدلال کا یہ تقاضا بھی ہے کہ حکومت سواری کے تمام اونٹ - ہاتھی - گھوڑے - گدھے — اور ان کے ساتھ ہر وہ مشینی سواری جس کے چارپایوں کی مانند چار پہیے ہوں - ان کے مالکوں سے ضبط کر کے اپنی تحویل میں لے آئے! اے صاحبو! یہ آیت سورۂ انعام میں ہے۔ اسے پڑھئے - اگر آپ کے پاس سواری کا جانور ہے تو اس کی فاتحہ بھی ساتھ ہی پڑھ لیجئے - اگر کار ہے تو کارِ طفلاں تمام شد کہہ کر سینہ کوبی کیجئے

تانگے والے بھی ہوشیار ہو جائیں ۔ گھوڑے ہی ضبط ہو گئے تو تانگہ کون کھینچے گا۔ البتہ سائیکل اور سائیکل رکھشا پر یہ وبال نہ آئے گا کہ بارکش چارپایوں کی مانند ان کے چار چار پہئے نہیں۔ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت انہی کے حق میں ہے ۔

وہ آیت! ومن الانعام حمولۃً وفرشاً ہے (چوپایوں میں سواری اور باربرداری کے جانور)

اور پرویز صاحب کی آیت — والارض وضعھا للانام ہے ۔جس کا ترجمہ (اور ہم نے زمین کو مخلوق کے لئے پیدا کیا) اگر پرویز صاحب کے مضمون کے مطابق اسے ضبط اراضی کے کام میں لایا جائے تو ومن الانعام حمولۃ وفرشاً کے مطابق پبلک کی وہ تمام سواریاں ضبط کر لی جانا چاہیئے جن کا ذکر اوپر ہوا۔

جناب عالی! متذکرۃ الصدر دونوں آیات کا سیاق وسباق صرف انعامات خداوندی پر مشتمل تھا یعنی!

"وہ رحمٰن ہے ۔جس نے قرآن کی تعلیم دی ۔انسان کو پیدا کیا ۔اسے بولنے کی قوت بخشی ، سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ گردش میں ہیں (اپنے اپنے محور پر) جھاڑی بوٹیاں اور درخت اس کے حضور سجدہ کر رہے ہیں ۔اس نے آسمان کو اونچا کر دیا۔ ترازو بنادی تاکہ تم تول میں ڈنڈی نہ مارو بلکہ صحیح تول کرو اور اس نے مخلوقات کے لئے زمین بچھادی" والارض وضعھا للانام :۔ زمین پر میوے اور کھجور کے درخت اگا دیئے ۔جن کے ساتھ خوشے لٹک جاتے ہیں اور اسی زمین پر بھوسی کے خول میں اناج ۔ اور ادھر خوشبودار پھول بھی ہیں — اے دونوں گروہو! تم خدا کی کس کس نعمت سے انکار کرو گے ؟ (اور از لفظ "الرحمٰن تا — فبای آلاء ربکما تکذبان)

دوسری آیت در سورۂ انعام　ومن الانعام حمولۃ وفرشاً کا سیاق وسباق ملاحظہ ہو۔

وھوالذی انشاجنات معروشات	اس ذات کبریا نے دو قسم کے باغات پیدا
وغیر معروشات والنخل و	کئے ۔بیلدار بوٹوں کے باغ اور بغیر بیل
الزرع مختلفاً اکلہ والزیتون	کے! ان کے سوا درخت اور کھیتی کی کئی
والرمان متشابھا وغیر متشابہ	قسمیں ہیں جو اس نے پیدا کیں ۔زیتون کے
کلو من ثمرہ اذا اثمر واتوا	ساتھ انار ہیں جن کی بعض قسمیں شکل میں ایک دوسر

حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین و من الانعام حمولۃ و فرشا کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ (۶: ۱۴۳)

بیٹی ملتی ہیں اور بعض مختلف النوع ہیں۔ اے لوگو! ان نعمتوں کا استعمال کرو۔ اور فصل کے موقعہ پر ان کی زکاۃ بھی دیا کرو۔ خدا تعالیٰ اسراف کنندوں کو محبوب نہیں رکھتا اور دیکھو! اس نے مویشی میں سے ایک قسم سواری اور دوسری قسم بار برداری کے لئے پیدا کر دی ہے خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ۔ اور شیطان کے پیچھے مت لگو۔ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اگر سورۂ رحمان کی آیت والارض وضعها للانام: میں لفظ زمین اور جاندار آگئے تو ان کے صدقے میں ملکیت زمین ضبط ہو گئی۔ اگر سورۂ انعام میں "ومن الانعام حمولۃ وفرشاً" کے اثر سے ہر قسم کے بارکش اور سواری کے چارپائے اور مشینی سواری کے چار پہیوں والی گاڑی کیوں ضبط نہیں کی جا سکتیں۔ خصوصاً جب کہ "حمولۃ وفرشا" کے ساتھ ہی کلوا مما رزقکم اللہ (کھاؤ اللہ کا رزق) بھی ہے۔ یہ تفسیر پرویزی جس کے معنی ہوں گے کہ ان میں سے ماکول اللحم مویشی تو کھاتے جاؤ اور غیر ماکول اللحم بشمول سواری کی مشینوں کے بیچ کھوچ کر ان کی قیمت سے اَللّے تَللّے اڑاؤ! اگر یہ نہیں تو ان کا والارض وضعها للانام: سے ضبط زمینداری پر استدلال قرآن کی دھجیاں بکھیرنا نہیں؟

ہماری طرح پرویز صاحب اپنے اس استدلال سے غیر مطمئن ہیں! از طلوع اسلام ص۲۶ سطر ۱۰ سے

جہاں تک زمینداریوں کا تعلق ہے اگر سر دست یہ ناممکن ہو کہ زمین کو بالکلیہ افراد کی ملکیت سے نکال لیا جائے تو پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ ذاتی ملکیت کے رقبوں کی اس طرح تحدید کر دی جائے کہ نہ کسی کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین رہے اور نہ کوئی کاشتکار زمین کے مناسب قطعہ سے محروم رہے۔ قدمِ اول کی حیثیت سے یہ تحدید بجائے خویش دکیا ترکیب ہے۔ واللہ! "بجائے خود" کی جگہ "بجائے خویش"!) منشائے قرآن کے مطابق ہو گی جس نے کہا ہے کہ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها (۱۳/۴۱)

کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ہم زمین کے رقبوں کو اس کے بڑے بڑے سرداروں
کے ہاتھ سے کس طرح کم کئے جا رہے ہیں۔

"اولم یروا" جحد کا صیغہ ہے۔ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے کہ نزول قرآن کے وقت کن بڑے سرداروں کی کون کون سی زمین کم کی گئی اور کم کرنے کے بعد غریب الحال رعایا میں تقسیم کر دی گئی؟ — چوہدری غلام احمد صاحب نے قرآن میں جہاں زمین کا ہم معنی لفظ "ارض" دیکھا اسے ضبط اراضی پر چسپاں کر دیا! — آیت والارض ننقصھا من اطرافھا (۱۳/۴۱) میں الارض کو پاکستان کے زمینداروں کی اراضی پر لگا دیا اور سورۂ رحمان کی آیت "والارض وضعھا للانام" کے "الارض" کو بھی انہی زمینداروں کے سر ڈال دیا۔

ان کی مستدل بہ آیہ "اولم یروا" سے شروع ہوئی۔ "اولم یروا" کا ترجمہ تھا "یہ لوگ دیکھتے نہیں" کہ "انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا" ہم زمین کو کس طرح سکیڑتے چلے آ رہے ہیں۔" مگر پرویز صاحب نے "اولم نیرو" کا مضارع بھی ماضی میں آتا دیکھا نہ زمین کے سکیڑنے کی حقیقت پر غور کیا۔ نہ یہ دیکھا کہ نزولِ قرآن کے وقت عرب میں کس کس بڑے زمیندار کے پاس کتنی کتنی اراضی تھی۔ جو ان سے چھین کر وہاں کے مزارعوں پر تقسیم کر دی گئی بلکہ مکہ میں زرعی اراضی تو تھی ہی نہیں۔ جس کے متعلق قرآن "وادغیرذی ذرع" (۱۴:۴۰) ناقابل کاشت اراضی" کا اعتراف کیا ہے اور پرویز صاحب نے ترجمہ میں لکھ دیا کہ "ہم زمین کے رقبوں کو اس کے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے کس طرح کم کئے جا رہے ہیں — جب کہ ننقصھا من اطرافھا" سے مفہوم دشمنانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مغلوبہ علاقوں کی تسخیر تھی کہ آج سرزمینِ خیبر کو ان کے پشتینی قابضوں کے ہاتھ سے چھین کر مسلمانوں کے قبضہ میں دیا جا رہا ہے۔ ذرا دیر بعد خطۂ یمن کی باری ہے۔ لیجئے! وہ بھی اسلامی ریاست میں شامل ہو گیا۔ حرمین کے درمیان قبائل سے معاہدات ہو گئے ہیں۔ یہاں سے دس ہزار اسلامی فوج گزر کر۔ ان الذی فرض علیک القراٰن لراد ک الی معاد (۲۸: ۸۵) "جس خدا نے تم پر قرآن نازل کیا وہ تمہیں مکہ کا سربراہ بھی بنا دے گا) مکہ کا علاقہ اسلامی حدود میں شامل ہونے کو ہے۔ جس کے بعد سرزمین حنین کے شوریدہ سر کشت ہوازن اور ان کے بعد طائف کے شرذمہ قلیلون بھی اپنا ملک طوعاً و کرہاً رسول اللہ کی تعمیر کردہ مملکت میں

شامل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے یہ معنی تھے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها کے۔ جیسے پرویز صاحب نے اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر میں تبدیل کرکے مسئلہ ملکیت زمین پر چپک دیا ہے

وہ جس گناہ کو کہہ دیں ثواب، ہو وہ ثواب
جسے قصور بتا دیں، قصور بن کے رہے!

(بقیہ از صفحہ ۳۸۴)

مطلب ہو کہ قرآن میں کسی کو شبہ نہیں تو اس صورت میں لازم آتا ہے کہ کافر وہی ہوگا جو معاند ہو یعنی دل سے مانتا ہو مگر زبان سے انکار کرتا ہو۔ حالانکہ قرآن نے صاف کہا ہے فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ (یعنی یہ لوگ اپنے شک میں پھر رہے ہیں)

(۳) ہاں اس آیت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کی صداقت پر ایسے دلائل موجود ہیں اگر کوئی صحیح طور پر ضد و ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے تو اس کو قرآن کے من جانب اللہ ہونے پر یقین ہو جاتا ہے۔ پس گویا اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ معنی اس امر کے منافی نہیں کہ اس میں کسی کو شک ہو۔

یہ ہے حقیقت ان "دلائل" کی جن کو قرآن کے یقینی ہونے کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے اور اس سے نتیجہ فاسدہ یہ نکالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن "یقینی" ہے اور احادیث غیر یقینی۔
(باقی)

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع)	۳/-/-	دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی)	۱۲/-/-
سنن نسائی شریف مع التعلیقات السلفیہ	۴۰/-/-	اصول تفسیر اردو (ابن تیمیہؒ)	-/۱۲/-
حیات امام احمد بن حنبلؒ	۱۰/-/-		
حیات شاہ ولی اللہ دہلوی	۶/-/-	پیارے رسول کی پیاری دعائیں	-/۸/-